ایک مولانا کا ذاکر نائک کی پرکشش دنیا میں شرکت سے انکار کیوں؟

از: مولانا توقیر احمد قاسمی
(استاذ مرکز المعارف ممبئی)

جب میں فائن ٹچ بلڈنگ میں داخل ہوا تو مولانا محمد سالم قاسمی صاحب اپنے ارد گرد بیٹھے سیکڑوں علماء سے پوچھ رہے تھے کہ کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ مجھے ذاکر نائک کے پروگرام میں جانے سے روکنا چاہتے ہیں۔

مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مدرسہ دار العلوم امدادیہ محمد علی روڈ، ممبئی نے ان کو **مفتی عبید اللہ الاسعدی**، شیخ الحدیث جامعہ عربیہ ہتھورا، یوپی، کا تحریر کردہ ایک کتابچہ دیا جس کا نام تھا **'ڈاکٹر ذاکر نائک، ایک مطالعہ'** جس میں ان مسائل کو بتفصیل ذکر کیا گیا ہے جو عام مسلمانوں اور ڈاکٹر ذاکر نائک کے درمیان اختلافی ہیں۔ انہوں نے ۴۹۶ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب بنام **'حقیقتِ ذاکر نائک'** بھی ان کو پیش کی جو ایک پاکستانی مصنف **مولانا سید خلیق ساجد بخاری** کی تصنیف کردہ ہے اور مکتبہ مدینہ دیوبند سے اپریل ۲۰۱۰ میں چھپی ہے۔

مولانا محمد سالم قاسمی صاحب نے سامعین سے کہا کہ 'آپ میرے ہیں اور میں آپ کا ہوں' دار العلوم دیوبند سے ہمارا قریبی رشتہ ہے، انہوں نے مزید کہا کہ علماء کرام امت کے تقاضوں کو پورا کرتے رہے ہیں، یہاں تک کہ اگر کوئی دعوت عقیقہ کرتا ہے تو اپنے مہمانوں کی فہرست میں کوئی نہ کوئی مولانا ضرور رکھتا ہے، اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں علماء کی کتنی محبت ہے۔

اپنے مخصوص سامعین جن میں زیادہ تر دیوبند اور ندوہ کے فارغین تھے کو مخاطب کر کے مولانا نے کہا کہ 'اکابر دیوبند کو جو چیزیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں وہ تین ہیں:

(۱) علماء دیوبند نے اسلام کی تبلیغ کے لئے پوری پوری کوشش کی،

(۲) علماء دیوبند نے ایسی مسلم جماعتوں کے ساتھ بھی ڈائز پر آنے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کی جو اِن کو کافر گردانتے تھے،

(۳) انہوں نے کبھی بھی کسی موحّد کو جو توحید پر ایمان رکھتا ہو کافر نہیں کہا، گرچہ دوسروں نے ان کو کافر کہہ دیا۔

مولانا سالم قاسمی صاحب نے اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ' ایک بار مجھے سیمی ('اسٹوڈنٹ اسلامک موومینٹ آف انڈیا' جس پر ابھی پابندی ہے) کی کانفرنس میں دعوت دی گئی، دیوبند اور سیمی کے درمیان نظریاتی اختلاف ہونے کے باوجود جب انہوں نے میری بات سنی تو نہ یہ کہ صرف ان پر اثر ہوا بلکہ ان کو اپنی غلطیوں کا احساس بھی ہوا۔ آپ نے کہا کہ 'ہمارا موقف اتنا مضبوط اور مبنی بر حقیقت ہے کہ کوئی بھی شخص محض بحث سے اس کی مخالفت نہیں کر سکتا، ہر ایک کو اس بات کا اعتراف ہے کہ ہمارے دینی موقف کی بنیاد بہت مضبوط ہے۔

مولانا نے مزید وضاحت کی کہ مسلم فرقوں میں اختلافات کی ایک بڑی وجہ زیادتی علم ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اتنے سارے فرقے وجود میں آئے ہیں۔ ورنہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ عیسائیوں، ہندؤں اور یہودیوں میں اتنے زیادہ فرقے نہیں ہیں کیونکہ عام طور پر وہ اپنی مذہبی کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتے۔

انہوں نے اس بات بہت زور دیا کہ اگر کوئی شخص مبادیات اسلام جو اسلام کے پانچ ارکان میں ہیں اور ایمان مفصّل پر یقین رکھتا ہے تو اس کے دوسرے اختلافات کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، ایسا مسلمان گمراہ گر نہیں ہے جو لوگوں کو حق کے راستے سے بہکادے اور نہ ہی وہ خود گمراہ ہے، بلکہ ایسا شخص خطی (خطاکار) اور غلط کام کرنے والا ہے؛ ایسے لوگوں کے ساتھ اسٹیج پر آنے میں کوئی حرج نہیں۔

جب ڈاکٹر ذاکر نائک کے غلط قرآنی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو مولانا سالم قاسمی صاحب نے جواب میں کہا کہ 'اگر کوئی شخص قرآن میں تاویل (غیر معروف تشریح) نیک ارادے سے کرتا ہے تو اس کو قبول کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں اس کو قبول کر لینا چاہئے لیکن اگر کوئی تحریف (غلط تشریح) کرتا ہے تو یہ بالکل ناقابل قبول ہے۔

پھر مجھے بولنے کا موقع ملا اور میں نے مولانا سے مخاطب ہو کر کہا کہ 'حضرت، ہم آپ کو اسلام کا ایک بہت بڑا عالم تصور کرتے ہیں، آپ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کے صاحبزادے ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے ترجمان تھے، ہم آپ کے خیالات کا احترام کرتے ہیں، لیکن ڈاکٹر ذاکر نائک اجماع اور قیاس کا انکار کرتا ہے جو روحِ شریعت کے خلاف ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کی 'پیس ٹی وی' کی بدولت صرف ہندوستان میں نہیں بلکہ دنیا کے چند حصوں میں کچھ نوجوان اور حد سے زیادہ موڈرن افراد پر ڈاکٹر ذاکر نائک کے لئے پاگل پن سوار ہے۔ کچھ لوگ اس کو عالمِ دین خیال کرنے لگے ہیں۔

ذاکر نائک بار بار اس بات کو دہراتا ہے کہ وہ صرف اور صرف قرآن اور حدیث کو مانتا ہے۔ اہلِ سنت والجماعت کے تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس شریعت اسلامیہ کی بنیاد ہیں۔ میں نے مولانا موصوف کو بتلایا کہ ڈاکٹر ذاکر نائک اپنے نظریاتی تشخص کو چھُپاتا ہے اور شریعت کے ان روایتی وبنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کر کے عام نوجوانوں کو گمراہ کرتا ہے۔

بہت سارے لوگوں نے ہم سے ذاکر نائک کے بارے میں معلوم کیا تو جب ہم نے کہا کہ ان کے تبلیغِ اسلام کے منہج کو نہ تو ہم سراہتے ہیں اور نہ ہی ان کی حمایت کرتے ہیں، تو کچھ لوگوں نے کہا کہ علماءِ دیوبند تو ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کے اسٹیج پر آتے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ وہ ذاکر نائک سے اتفاق رکھتے ہیں۔ مولانا قاسمی نے میری اس آخری بات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں اس بات کو بالکل نہیں مانتا کہ کسی کے ساتھ اسٹیج پر آجانا اس بات کی علامت ہو کہ میں اس سے متفق ہوں، میں تو وہاں جاؤں گا اور اپنی بات رکھوں گا۔

مفتی سعید الرحمن نے پوچھا کہ مولانا جب آپ کو ایک خاص موضوع دیدیا جائے گا تو آپ کو اسی کے دائرے میں بولنا ہوگا پھر آپ اپنی بات کیسے پیش کریں گے؟

مولانا قاسمی نے جواب دیا کہ مجھے کوئی خاص موضوع نہیں دیا گیا ہے، لہذا میں اپنا نظریہ پیش کر سکتا ہوں۔

مولانا موصوف کے سامنے اس بات پر بھی روشنی ڈالی گئی کہ آپ اپنی بات ان لوگوں کے سامنے بلاواسطہ پیش کریں گے جو وہاں اس وقت اس جگہ موجود ہوں گے، لیکن جہاں تک تعلق ہے ٹی وی ناظرین کا تو آپ کی باتیں ان ناظرین تک مناسب ترمیم اور نظریاتی قطع وبرد کے بعد ہی پہونچیں گی۔

مولانا سالم قاسمی صاحب کو یہ بھی بتایا گیا کہا کہ ڈاکٹر ذاکر نائک کا 'اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن' (آئی آر ایف) کو اپنے ٹی وی چینل کے ذریعہ آپ کے پیغام کو نشر کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے بلکہ وہ صرف آپ کا چہرہ ٹی وی پر اس ٹکڑے کے ساتھ لانا چاہتے ہیں کہ 'دارالعلوم وقف دیوبند کے مہتمم نے آئی آر ایف کے پروگرام میں شرکت کی'۔

اس موقع کے میزبان رفیق دودھ والا نے کہا کہ 'میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ تقریر کے ہر اس حصہ کو قطع کر دیتے ہیں جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو'، مفتی عزیز الرحمٰن فتحپوری مفتیٔ اعظم مہاراشٹر نے اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ 'چند سال قبل پاکستان کے ڈاکٹر اسرار احمد ایک بار آئی آر ایف کے پروگرام میں ممبئی کے وائی ایم سی گراؤنڈ میں تقریر کر رہے تھے تو کسی نے سوال کیا کہ کیا چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا شرک ہے یا نہیں؟ تو ڈاکٹر اسرار احمد نے جواب دیا کہ عوام الناس کے ہر فرد پر امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل یا امام ابو حنیفہ کی اتباع کرنا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ لیکن جب سی ڈی تیار ہوئی تو اس جواب کو نکال دیا گیا۔

میں نے مولانا سے کہا کہ ڈاکٹر ذاکر نائک ہر وہ کام کر گزرتا ہے جو عوام کی توجہ کو مبذول کرے۔ حج ہاؤس ممبئی کے ایک پروگرام میں جہاں میں موجود تھا، اس کے والد ڈاکٹر عبدالکریم نائک نے ایک اعلان کیا کہ 'میرے بیٹے نے ایک ایسا طریقہ تلاش کیا ہے جس کی مدد سے ہر کوئی جو حافظِ قرآن بننا چاہتا ہے صرف تین/دو ماہ کے اندر حافظِ قرآن بن سکتا ہے۔ انہوں نے مدارس پر الزام لگایا کہ مدارس والے سب مل کر بھی سو سال میں اس کام کو اتنا آسان نہ کر سکے، پھر انہوں نے سامعین سے پوچھا کہ بتایئے ان موجودہ مدارس کا کیا فائدہ ہے؟

آئی آر ایف نے یہی چیز ممبئی کے بڑے اردو اخبارات میں بھی چھپوائی کہ ایک عربی سائنسداں سے اس کو ایک ایسا طریقہ مل گیا ہے جس کی بدولت طلبہ قرآن کریم کو صرف تین/دو ماہ میں یاد کر سکتے ہیں۔ اس غیر معمولی ایجاد کی حقیقت جاننے اور مزید تفصیلات کے لئے 'ایسٹرن کریسنٹ' میگزین نے اپنے دو ٹرینی صحافیوں کو بھیجا۔

تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ سارا دعویٰ لوگوں کو بیوقوف بنانے کے لئے تھا۔ پورے قرآن کو ۹۰/۶۰ دنوں میں حفظ کرنے کا جو نیا ایجاد کردہ طریقہ تھا اس کی حقیقت یہ تھی کہ استاذ قرآن کی ایک آیت کی تلاوت کرتا ہے اور طالب علم اس کے پیچھے پڑھتا ہے؛ اس طرح وہ پورے قرآن کو ختم کرتے ہیں اور طالب علم صرف تین/دو ماہ میں قرآن کا حافظ ہو جاتا ہے، لیکن وہ طالب علم بغیر قرآن میں دیکھے چند آیات بھی نہیں سنا سکتا۔ ان تین/دو مہینوں کی ٹریننگ کے بعد اس طالب علم کو اپنی یادداشت کو پختہ کرنے کے لئے مزید تین سال درکار ہیں۔

کیا آپ کو اس طریقہ میں کوئی غیر معمولی بات ملی؟ مدارس میں طلبہ دو/تین سالوں میں حفظ کر لیتے ہیں، کچھ ذہین طلبہ ایک سال میں اور کچھ بہت ذہین طلبہ ایک سال سے بھی کم میں حفظ کر لیتے ہیں۔ ایسٹرن کریسنٹ کے ۲۰۰۸ کے ایک شمارے میں اس 'نئی کھوج' پر ایک مضمون موجود ہے۔

ایک صاحب نے کہا کہ ڈاکٹر ذاکر نائک بالکل وہی کر رہا ہے جو عیسائی اور یہودی ہندوستان میں کرنا چاہتے تھے اور ناکام ہو گئے، اور وہ یہ ہے کہ علماء اور مدارس سے عام مسلمانوں کو دور رکھا جائے۔ وہ اور اس کے کارندے لوگوں کو علماء کے پاس مسائل جاننے کیلئے جانے اور اپنے بچوں کو مدارس میں بھیجنے سے روکتے ہیں۔

اس پر مولانا نے کہا کہ انہوں نے تو عیسائیوں سے کامیاب مناظرہ کر کے اسلام کو ہر سو پھیلانے کی کوشش کی ہے۔

کچھ دیر کے لئے سارے لوگوں پر سکوت طاری ہو گیا، اور پھر ہر طرف اضطرابی کیفیت میں باتیں شروع ہو گئیں۔ پھر ایک شخص نے کہا کہ 'ہم بہر حال اس کے منفی پہلو کو قطعاً نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ اچھے کام کر رہا ہو جس سے ہم کو انکار نہیں، لیکن اس کا دعوہ کام پر زور اب اس کے ماضی کا ایک حصہ ہے۔ اب تو وہ ایک مسحور کن اور جاذب نظر شخص بن گیا ہے، جس کو پیٹرو ڈالرس کی تلاش ہے تاکہ ہندوستان میں اپنے بڑے بڑے پروگراموں میں خرچ کر سکے۔

جب تک وہ اختلافات میں نہیں آیا تھا ممبئی کے علماء نے نہ یہ کہ اس کے کام کو سراہا بلکہ اس کی حمایت بھی کی تھی، لیکن جب بعد میں تنقیدی جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ 'آئی آر ایف' لوگوں کو غیر مقلدیت کی طرف پھیرنے کے لئے اپنے غیر واضح مشن کو فروغ دینے کے لئے کام کر رہا ہے۔

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے ایک مثال بھی دی کہ شہزاد ملک جو پہلے آئی آر ایف میں کام کرتا تھا، اس کو نماز میں بجائے ناف کے سینے پر ہاتھ رکھوایا گیا، جبکہ تمام حنفی نماز میں اپنے ہاتھ اپنے ناف پر رکھتے ہیں۔

صفا اسکول ممبئی سے آئے ایک ساتھی نے کہا کہ مولانا سالم قاسمی جیسے بڑے بڑے علماء کو بلانے کی حقیقت یہ ہے کہ سعودی عربیہ کے وزیر اوقاف کو یہ شکایتیں ملی ہیں کہ ذاکر نائک ان کے پیسوں کو غلط جگہ استعمال کرتا ہے اور ہندوستان کا کوئی بھی مستند عالم اس کی حمایت نہیں کرتا ہے، اس لئے ڈاکٹر ذاکر نائک ہندوستان کے مشہور علماء کی پشت پناہی حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ دنیا میں اس کی مارکیٹ چلتی رہے۔

مولانا سالم قاسمی صاحب کو یہ بھی بتایا گیا کہ جن جن جگہوں پر ذاکر نائک زکوٰۃ کے پیسے خرچ کرتا ہے ان میں پروگراموں کے اشتہارات، ٹی وی چینل کے اخراجات، اور کانفرنس میں آنے والے مقررین کے اخراجات شامل ہیں۔ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے اضافہ کیا کہ ممکن ہے آپ کے فائیو اسٹار ہوٹل میں قیام کا خرچ، ہوائی جہاز کا کرایہ اور نیز آپ کو ہدیہ زکوٰۃ کی رقوم سے دی جائے۔

اس پر مولانا محمد سالم قاسمی نے کہا کہ میں نے پہلے ہی شروع میں کہہ دیا تھا کہ میں آپ کا ہوں اور آپ لوگ میرے ہیں، اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ میں پروگرام میں شرکت نہ کروں تو میں کیسے کر سکتا ہوں؟

تو یہ ہے کہانی کہ ایک مولانا نے کیسے ڈاکٹر ذاکر نائک کی کوشش کو پامال کیا جہاں پروگرام کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنیاں تاریکی کو مٹانے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن کب تک؟ ظاہر ہے صرف پروگرام کے دس روز تک۔

ماہنامہ 'ایسٹرن کریسنٹ' دسمبر ۲۰۱۰